

مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی

تجربہ اور تائید کا بلیغ ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب کے ہاں!

قرآن حکیم میں ایک فعل کے بعد اسی کا ہم معنی لفظ حال کے لئے لایا جاتا ہے۔
بعض مفسرین اسے حال متوکدہ قرار دیتے ہیں جس سے مفہوم فعل کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔
اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسے حسن کلام کے لئے فوہل میں سمجھ کر رعایت دے کر ترجمہ کرتے ہیں۔
۱۔ بقرہ میں یہود کو خطاب کر کے فرمایا۔

وَلَا تَعْتَبُوا فِي الْأَرْضِ مُمْسِدِينَ (۶۰)

عُشَا يَعْتَبُوا عُشْوًا يَا عَشَاوُ عِثْيًا وادی اور یابی دونوں بابوں سے یہ لفظ آتا ہے اس کے معنی
حد سے زیادہ فساد و تباہی برپا کرتے آتے ہیں۔

”شاہ صاحب صنعت تجرید پر عمل کر کے اس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔

”اور نہ پھر و ملک میں فساد پچاتے۔“

تجربہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فعل کو اس کے مفہوم سے مجر د اور خالی کر دیتے ہیں جیسا کہ شاہ صاحب نے لاعتشوا
کا ترجمہ صرف ”نہ پھر و کیا ہے۔“

عربی زبان کے اصول بلاغت کے تحت قرآن کریم میں فوہل میں سمجھ کی رعایت سے حال کا صیغہ لایا گیا ہے۔
شاہ صاحب نے اردو زبان کے اصول بلاغت کا لحاظ کیا اور ترجمہ کو تکرار سے بچانے کے لئے تجرید پر

عمل کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو فارسی میں ترجمہ کرنا تھا اس لئے شاہ صاحب نے فارسی ترجمہ میں عربی تائید
کا ترجمہ برقرار رکھا اور اس طرح ترجمہ کیا۔

”و فساد مکنید و زمین تباہی کنان!“

یعنی زمین میں فساد نہ کرو اس حال میں کہ تم تباہی پھیلانے والے ہو۔

شاہ عبدالقادر صاحب کے نزدیک مفسدین کا لفظ فوہل میں رعایت سبح کے لئے بطور حسن کلام لایا گیا ہے۔ کیونکہ اوپر محسنین۔ یفسقون۔ اور آگے یعتدون اور یحزنون کے صیغے لائے گئے ہیں۔ میر سید شریف جرحانی نے بھی تجربہ کے مطابق اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

”مروید در زمین بفساد“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ فارسی ترجمہ میں بھی تکرار کو میر سید شریف نے بلاغت کے خلاف سمجھا۔ سید صاحب عربی لغت اور عربی گریمر (علم صرف و نحو) کے مشہور امام ہیں اور علم بیان و معانی کے امام علامہ تفتازانی کے معاصر ہیں اور ایک علمی مسئلہ میں بحسب و مباحثہ کے اندر علامہ نے میر سید صاحب سے شکست کھائی ہے۔

یہ دونوں حضرات تیمورنگ کے عہد میں ہوئے ہیں۔ اردو کے دونوں اول مترجم شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب نے اسی وجہ سے میر سید صاحب کے ترجمہ کو ترجیح دی ہے اور تجربہ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ شاہ رفیع الدین صاحب نے ”مت پھرو“ ترجمہ کیا ہے۔

ان کے علاوہ اردو مترجمین کی اکثریت شاہ عبدالقادر صاحب کے ساتھ گئی ہے۔ دیکھتے

”اور حد اعتدال سے نہ نکلو فساد کرتے ہوئے زمین میں“ (مٹھانوی صاحب)

”اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو“ (ڈپٹی صاحب)

”اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو“ (مودودی صاحب)

یہ فقرہ قرآن کریم میں پانچ جگہ آیا ہے۔ ایک بقرہ میں جو اوپر گزرا۔ اس کے چار مقام حسب ذیل ہیں۔

۲۱۔ اعراف میں قوم ثمود کو خطاب کیا۔

وَلَا تَعْتَدُوا فِي الْأَرْضِ مَفْسِدِينَ (۲۱) اور مت بچاتے پھرو زمین میں فساد

یہ شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے الفاظ وہی ہیں صرف اسلوب بدل دیا ہے۔

اس جگہ شاہ ولی اللہ صاحب نے تو تاکید کی پابندی میں ”تباہی مکنید“ ترجمہ کیا ہے اور باقی تمام حضرات نے تجربہ پر عمل کیا ہے۔

اس کے بعد یہ فقرہ قوم شعیب کے لئے آیا ہے اور یہاں شاہ عبدالقادر صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

۳۔ ”اور نہ بچاؤ زمین میں خرابی“ (۸۵)

شاہ صاحب نے ترجمہ میں تنوع پیدا کر دیا۔ باقی حضرات میں سید شریف اور شاہ ولی اللہ اس جگہ تاکید ترجمہ پر اتفاق کرتے نظر آ رہے ہیں۔ شاہ رفیع الدین صاحب کو اس جگہ بھی اپنے والد سے اختلاف ہے اور اپنے چھوٹے

بھائی سے اتفاق ہے۔

اس کے بعد یہ جملہ سورہ شعراء میں قوم شعیب کے لئے پھر آیا ہے۔ یہاں شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں تنوع پیدا کیا ہے۔ اور نئے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

۴۔ ”اور مست دوڑ و ملک میں خرابی ڈالتے“ (۱۸۳)

شاہ ولی اللہ صاحب نے تاکید ترجمہ کرتے ہوئے ایک نیا لفظ دیا ہے۔
”و بے باک گردید در زمین فساد کنال“
شیخ کے الفاظ یہ ہیں۔

”و تباہی مجوسید در زمین در حالیکہ قصد فساد دارید“

اس کے بعد سورہ عنکبوت میں بھی قوم شعیب کو پھر خطاب کر کے یہ نصیحت کی گئی ہے۔
شاہ عبدالقادر صاحب نے اس جگہ بھی نیا انداز اختیار کیا ہے۔

۵۔ ”اور مست پھر زمین میں خرابی مچاتے“ (۳۶)

اس آیت میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنا اسلوب پھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور تجربہ پر مل کرتے ہیں۔

”و گمراہ دید در زمین فساد کنال“

ان تمام مقامات میں کلام کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ مفسدین کا لفظ فوہل میں مجمع کی رعایت کے لئے لایا گیا ہے۔ ورنہ ”عثنی“ کے مفہوم میں جو شدت فساد موجود ہے۔ اس کے بعد کسی تاکید ہی لفظ کے لانے کی ضرورت نہ تھی یہ صرف حسن کلام اور شوکت بھارت کے لئے لایا گیا ہے۔

تو لی اور ادبار | اس کی دوسری مثال بھی پیش کی جاتی ہے۔

اصحاب جنین کو خطاب کر کے فرمایا۔

ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ (توبہ ۳۵)

شاہ صاحب نے تجربہ کے مطابق اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

”پھر بٹے تم پیٹھ کر“

لغت میں تو لی اور ادبار دونوں کے معنی پیٹھ پھیر کر جانے کے ہیں۔ دوسرے حضرات مدبرین کو حال مؤکدہ اتے ہیں اور شاہ صاحب کے نزدیک مدبرین کا لفظ صرف جمع کی رعایت سے لایا گیا ہے اس لئے شاہ صاحب اپنے اسلوب پر ترجمہ کرتے ہیں۔

الحق

۳۴

تجربہ اور تاکید

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ تاکید کو چھوڑ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔
 "پس برگشتید پشت دادہ"

شاہ صاحب نے یہاں تولی کا پورا ترجمہ نہیں کیا۔ البتہ سورہ انبیاء میں حضرت ابراہیمؑ کی زبانی جہاں فقرہ نقل ہوا ہے۔ وہاں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تاکید ہی ترجمہ کیا ہے۔
 "رو بگردانید پشت دادہ"

شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب دونوں نے تجربہ پر عمل کر کے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔
 "جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر"

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات پر لفظ مدبرین فواہل میں موزونیت قائم۔ کھنے کے لئے لایا گیا
 وَتَا اللّٰہِ لَا کَیْدَکَ اَصْنَا مَکْرُ بَعْدَ
 اَنْ تَوَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ (۵۷)
 اور قسم اللہ کی، میں علاج کروں گا تمہارے بتوں کا کہ
 تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر۔

تولی اور اعراض | فَلَمَّا اَسَاءْهُمْ مِنْ فَضْلِهِ
 بَخِلُوْا بِہٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔
 پھر جب دیا ان کو اپنے فضل سے اس میں بخل کیا اور
 پھر گئے مٹاکر (توبہ ۷۶)

یہ شاہ عبدالقادر صاحب ہیں جنہوں نے تولی اور اعراض کا ترجمہ الگ الگ لفظوں میں کیا اور خوب کیا
 کا ٹھیک لفظی ترجمہ اس طرح ہو گا۔

"اور پھر گئے اور وہ منہ پھیرنے والے تھے"

یہ شاہ رفیع الدین صاحب ہیں۔ اس کے مقابلہ میں شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ کتنا فصیح ہے۔
 شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی فارسی میں لفظی ترجمہ کیا اور تاکید کا مفہوم پیدا کیا۔
 "و برگشتید اعراض کنان"

معترضین کا حال بنایا ہے۔

مولانا تھانوی صاحب نے حال موکر کا مفہوم اس طرح ادا کیا ہے۔

"اور وہ روگردانی کرنے لگے اور وہ تور و گردانی کے عادی تھے"

شک اور ریب | عربی میں شک اور ریب ہم معنی الفاظ ہیں۔ قرآن کریم نے ان دونوں لفظوں
 ایک جگہ جمع کر کے تاکید پیدا کی ہے۔

وَاَنْتَھُمْ کَفٰی شٰکٍ مِّنْہٗ مُرِیْبٌ (ہود - ۱۱۰)

شاہ ولی اللہ صاحب نے تاکید کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

”ایشان در شبہ قومی اندازاں“

یعنی یہ لوگ قومی شک میں مبتلا ہیں۔ شاہ صاحب نے صرف ایک لفظ کا ترجمہ کیا ہے اور دوسرے لفظ کا مفہوم قومی کا لفظ لا کر ادا کیا ہے۔

سید جرجانی نے یہ لکھا ہے۔

”ہر آئینہ در شک اندازاں شک ظاہر“

شاہ عبدالقادر صاحب نے ترجمہ کو کتنا بلیغ بنا دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ”اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ جی نہیں ٹھہرتا“
شک قلب کی ایسی بیماری ہے جو قلب کا آرام ختم کر دیتی ہے اور تفرقت بے چین رکھتی ہے اس لئے شاہ صاحب نے ربیب کا ترجمہ بے چینی اور بے قراری کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کو تکرار سے بچا کر اس میں تنوع پیدا کر دیا ہے۔
شاہ رفیع الدین صاحب کے ہاں بھی ایک لفظ ہے یعنی قلق میں ڈالنے والا۔

سورہ ابراہیم میں شاہ صاحب کا ترجمہ ایک دوسرا رنگ پیدا کر رہا ہے۔

وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ اور ہم کو شبہ ہے اس راہ میں جس طرف ہم کو بلاتے ہو
مُربِّبٌ۔ (۹) جس سے خاطر جمع نہیں۔

فارسی والے حضرات اپنے پہلے انداز پر قائم ہیں شاہ رفیع الدین صاحب کے ہاں بھی وہی پہلا لفظ قلق نظر آ رہا ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے ”جی نہیں ٹھہرتا“ کو ”خاطر جمع نہیں“ سے بدل دیا مفہوم ایک ہے اور الفاظ الگ الگ ہیں۔

یہی لفظ سورہ سبا کے آخر میں آیا ہے وہاں شاہ صاحب کرتے ہیں۔

”وہ لوگ تھے دھوکے میں جو چین نہ لینے دیتا“ (۵۴)

شک اور ربیب دونوں لفظوں کا ترجمہ بالکل نئے لفظوں میں کیا ہے۔

خشیتہ اور اشفاق [قرآن کریم نے خشیتہ اور اشفاق دونوں ہم معنی الفاظ کو بھی ایک جگہ جمع کیا ہے۔ فرشتوں کی تدبیر میں کہا۔

وَهُمْ مِنْ خَشِيَتٍ مُّشْفِقُونَ (انبیاء ۲۸)

اس فقرہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔

”اور وہ ڈر اس کے سے ڈرنے والے ہیں“ (شاہ رفیع الدین)

فارسی والے حضرات نے اشفاق کا ترجمہ ترس اور لرزنا (سید صاحب) ترس خدا مضطربانند (شاہ ولی اللہ)

روئے ہیں اور بے قرار رہتے ہیں۔ یہ اشتقاق کا مجازی ترجمہ ہے تاکیدی لفظی ترجمہ وہی ہو سکتا ہے جو شہ
رفیع الدین صاحب نے کیا ہے۔

اب شاہ عبدالقادر صاحب کا کمال دیکھئے۔

”اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں“

خشیت کا ترجمہ ہیبت بمعنی جلال کر کے ترجمہ کو نہایت بلیغ اور بامحاورہ کر دیا۔

شاہ صاحب نے مجازی معنی مراد لئے ہیں۔ ہیبت سے خوف پیدا ہوتا ہے یہ سبب اور مسبب ہیں اسی علاقہ
سببیت کی وجہ سے معنی مجازی اختیار کئے۔

ڈرچی صاحب نے بھی شاہ صاحب ہی کی پیروی کی۔ صرف ہیبت کی جگہ اس کا دوسرا معنی لفظ ”جلال“ اختیار
مولانا مودودی کے الفاظ یہ ہیں۔

”اور وہ اس کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں“

یہ الفاظ مودودی سے پہلے مولانا احمد رضا خان صاحب کے ماں ملتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

”وہ اس خوف سے ڈر رہے ہیں“

مودودی صاحب نے خان صاحب کے ترجمہ کو زیادہ پورا اثر کر دیا ہے۔ یہ فقرہ سورہ مومنوں کے اندر بھی ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِنْ خَشِیۡۃٍ رَبِّہُمْ مُّشْفِقُوْنَ (۵۷)

شاہ عبدالقادر صاحب نے جلت اور تنوع پیدا کرتے ہوئے بالکل ترجمہ کیا ہے۔

”البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں“

دوسرے تراجم یہ ہیں:-

”خوف سے ترساں رہتے ہیں“ ڈرچی صاحب

”ہیبت سے ڈرتے ہیں“ (مفلحوی صاحب)

”رب کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں“ (مودودی صاحب)

شیخ نے ترسانند اور شاہ صاحب نے مضطربانند لکھا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن حکیم نے اس اسلوب تاکید سے یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ڈرنے

یا وجود اس بات کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں کہ ان سے خوف خدا کا حق ادا نہیں ہوا۔ اب یہ قرآن حکیم کے انداز

کی بلاغت کا کمال ہے کہ وہ صرف دو تین لفظوں میں اتنا بڑا مفہوم ادا کر گیا اور ترجمہ کرنے والے حیران و پریشان رہ گئے

کہ وہ اس وسیع مفہوم کو ترجمہ کا لباس کس طرح پہنائیں۔

GEOFMAN



اُس نشان کا تعاقب
آپ کو معیاری
ادویات کی
وسیع کائنات سے روشناس کراتا ہے۔

جائیدادیں فارم سیویکلز



GEOFMAN PHARMACEUTICALS

204, E.I. LINES, DR. DAWOOD POTA ROAD, KARACHI-PAKISTAN.

Tel : 511783 : 511846 : 511884

FACTORY

20/23 KORANGI

INDUSTRIAL AREA

KARACHI.

TEL

310651, 310672,

312062, 312418

CABLE : "GEOFMANCO"

TELEX : 25324 GOFMN PK.

GEOFMAN